(67)

اکثر چھوٹی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں

(فرمودہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہد و تعوذ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف: ۲۸)

بعد ازاں فرمایا:

دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بظاہر چھوٹی نظر آتی ہیں۔ لیکن وہ ایک بیج کی طرح ہوتی ہیں جن سے ایک بہت بڑا درخت پیدا ہوتا ہے۔ بڑ کے بیج سے کوئی ناواقف کیا قیاس کر سکتا ہے کہ اتنے چھوٹے بیج سے اتنا بڑا درخت پیدا ہو جائے گا۔ پھر بعض درختوں کی شاخ زمین میں گاڑ دی جاتی ہے۔ جس کو ایک بچہ بھی مسل سکتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ وہی کمزور شاخ اس قدر مضبوط ہو جاتی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی اس کو جنبش نہیں دے سکتا۔ مگر بہت کم لوگ کسی چیز کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ اسکے نتائج کیا نکلیں گے۔

ایک آم کی گٹھلی کتنی چھوٹی ہوتی ہے جس کو ناواقف دیکھ کر کہے گا کہ اس سے اتنا بڑا درخت کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ جو اس سے ہوتا ہے اور وہ حیران ہو جائے گا لیکن عقلمند انسان کا کام ہے کسی چیز یا واقعہ کو اس کی موجودہ شکل میں نہ دیکھے۔ بلکہ اسے یہ دیکھنا چاہیئے کہ زمانہ کے گزرنے پر اس کی کیا صورت ہو جائے گی۔ اور اگر واقعات کو انکی موجودہ صورت میں دیکھا جائے تو دنیا میں ایک تباہی آجائے۔ کیونکہ بہت سے

امور جو ابتداءً چھوٹے ہوتے ہیں حقیقت میں بہت بڑے نتائج پیدا کرنیوالے ہوتے ہیں ۔ اور بہت سے بڑے معلوم ہوتے ہیں مگر انکے نتائج بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے بعد بہت سے اموال جو حضور کے پاس پہلی غنیمتوں میں سے بھی جمع تھے ۔ مکہ کے نومسلموں کو دلائے ۔ اس پر انصار میں سے بعض نوجوانوں نے کسی مجلس میں کہدیا کہ اب تک خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے مگر مال ان لوگوں کو دے دیا گیا جو حق دار نہیں تھے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ انصار میں سے بعض نے اس طرح کہا ہے تو حضورؐ نے انصار کو بلوایا اور پوچھا کہ اے انصار کیا تم نے اس طرح کہا ہے ۔ وہ لوگ منافقت پسند نہ کرتے تھے ۔ جن کی مجلس میں یہ باتیں ہوئی تھیں ۔ انہوں نے کہدیا کہ حضورؐ بعض نادان نوجوانوں نے بیشک کہہ دیا ہے لیکن ہمیں کسی قسم کا اعتراض نہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار تم میری نسبت کہہ سکتے ہو کہ یہ اکیلا آیا تھا ۔ ہم نے اس کا ساتھ دیا ۔ اسے گھر والوں نے نکال دیا تھا ۔ ہم نے اس کو جگہ دی ۔ اس پر دشمنوں نے حملے کئے ہم نے اپنی تلواروں سے اس کی مدد کی ۔ اسلام غریب تھا ہم نے اپنے مالوں سے اسکی مدد کی لیکن جب وقت آیا تو ہماری قدر کرنے کی بجائے غیروں کو مال دیئے گئے پھر تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ خدا کے رسول کو ہم نے اس وقت قبول کیا جبکہ اس کے شہر والوں نے اس کو نکال دیا تھا ۔ مگر آج مال ان کو دیدیا گیا ہے ۔ مگر اے انصار کیا تم اس بات کی قدر نہیں کرتے ۔ کہ مہاجرین بھیڑ اور بکریاں لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے ہیں اور تم خدا کے رسول کو گھر لے آئے ہو ۔ انصار نے پھر عرض کیا ۔ حضورؐ بعض نوجوانوں نے نادانی سے یہ کہدیا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اچھا جو ہونا تھا ہو گیا ۔ تم میں سے بعض نے دنیا کی خواہش کی حس کا نتیجہ تمہیں بھگتنا پڑیگا اب تم اپنا حصہ کوثر پر مجھ سے مانگنا[1] ۔ اس پر غور کرو کہ مدینہ میں جو چند مہاجرین تھے ۔ ان کی نسل تو دنیا میں کس کثرت سے موجود ہے ۔ مگر انصار جو کہ وہیں کے باشندہ تھے ۔ انکی نسل دنیا سے ایسی معدوم ہوئی کہ تمام دنیا میں بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جو اس نسل سے تعلق رکھتے ہیں پس انصار نے ایک معمولی سی بات کہی تھی ۔ مگر دیکھو اس کا نتیجہ کیسا عبرتناک نکلا ۔
تو کسی بات کو معمولی مت سمجھو ۔ بلکہ اس کے انجام کی طرف غور کرو ۔

---

[1] بخاری کتاب مناقب الانصار

اکثر چھوٹی باتیں ہوتی ہیں مگر ان کے نتائج خطرناک ہوا کرتے ہیں۔ حکومت بغداد کی تباہی کی ابتداء ایک معمولی بات سے ہوئی تھی۔ شہر میں ایک گروہ تھا جن کو عیار کہتے تھے۔ وہ گویا پولیس کے قائم مقام ہوتے تھے۔ ان کا کام بدمعاشوں کی فہرستیں تیار کرتا ہوتا تھا۔ ایک دن دو عیاروں میں سے ایک نے کہا کہ چلو بھٹی کباب کھائیں۔ دوسرے نے کہا کباب کیا کھاتے ہیں ذرا لڑائی کا تماشہ دیکھیں۔ شیعہ سنّی کو لڑوائیں اور تماشہ دیکھیں۔ یہ کہہ کر ایک شیعوں کے محلہ میں چلا گیا اور دوسرا سنّیوں کے محلہ میں اور وہاں جاکر کچھ ایسی باتیں بنائیں کہ دونوں گروہوں کو لڑوا دیا۔ وزیر اعظم شیعہ تھا۔ اس نے سنّیوں کی گرفتاری کے احکام نافذ کیئے۔ اس پر سنّی ولی عہد کے پاس گئے اور کہا کہ وزیرِ اعظم کی طرف سے ہم امن میں نہیں ہیں۔ اس نے ہماری گرفتاری کیلئے فوج کو بھیج دیا ہے۔ ہمیں بچائیے اور شیعوں کے مظالم سے حفاظت کیجئے۔ ولیعہد سنّی تھا۔ اس نے خاص اپنی باڈی گارڈ کو بھیج دیا کہ اگر سنّیوں کو کوئی گرفتار کرے تو مزاحم ہو۔ اسطرح دونوں فوجوں میں کچھ جنگ بھی ہوئی اور وزیر اعظم کے دل میں کینہ اور بغض بیٹھ گیا۔ اس نے ہلاکو خان کو لکھا کہ آپ حملہ کریں میں آپکی مدد کیلئے تیار ہوں۔ ہلاکو خان چڑھ آیا۔ ادھر بھی لشکر تیار ہوا۔ اگرچہ اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمان ہلاکو خان کے مقابلہ کی تاب رکھتے تھے۔ مگر وزیر نے مسلمانوں کی فوج کو دریا کے دہانہ پر اتارا اور رات کو دریا کا بند تڑوا دیا۔ جس سے لاکھوں مسلمان غرق ہو گئے۔ خلیفہ نے صلح کی درخواست کی ہلاکو کی طرف سے کہا گیا کہ ملک آپ کا ہے ہمیں کیسے یقین آئے کہ آپ صلح کرنا چاہتے ہیں اس کیلئے آپ کچھ منتخب لوگ ہمارے پاس بھیج دو۔ چنانچہ ادھر سے جسقدر کام کرنے والے لوگ تھے۔ امراء۔ علماء۔ صوفیاء جرنیلوں میں سے منتخب کر کے بھیج دیئے گئے۔ ہلاکو نے ان کو گرفتار کر لیا[1]۔ دیکھو ایک چھوٹی سی بات تھی جو صرف ایک تماشہ دیکھنے کیلئے کی گئی تھی۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد تباہ ہو گیا۔ ۱۸ لاکھ آدمی قتل ہوا۔ اس میں شیعہ سنّی کی تمیز نہ کی گئی۔ ایک ہزار کے قریب شاہی خاندان کی عورتوں سے زنا بالجبر کیا گیا۔ تاکہ آئندہ کوئی مدعیٔ خلافت نہ کھڑا ہو۔

تو فتنہ کی بات ہمیشہ چھوٹی ہی ہوا کرتی ہے۔ مگر نتائج نہایت خطرناک پیدا کرتی ہے۔ دیکھو دیا سلائی کتنی چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر میل ہا میل کے جنگل جلا کر راکھ کر دیتی ہے

---

[1] تاریخ اسلام مرتبہ شاہ معین الدین حصہ چہارم حالات خلافت عباسیہ

ہماری جماعت پر خدا کی طرف سے ایک بوجھ لادا گیا ہے ۔ اور جو قومیں ہمارے مقابلہ میں ہیں انکی طاقتیں ہم سے کروڑوں حصہ زیادہ ہیں ۔ مال کے لحاظ سے وہ ہم سے زیادہ ہیں ۔ درجوں کے لحاظ سے وہ ہم سے بڑھ کر ہیں ۔ تعداد کے لحاظ سے ہم سے زیادہ ہیں ۔ غرض ہر طرح ہم سے زیادہ ہیں ۔ ایسے خطرناک دشمنوں کا مقابلہ ہے ۔ اس لئے ہماری ذمہ داری بہت بڑی ہے ۔ اس لئے ہمیں اپنی طاقت کو مضبوط بنانے اور دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب ہونے کیلئے ہر ایک بات بہت احتیاط اور سوچ کر منہ سے نکالنی چاہیئے ۔ اور خاص اس مہینہ میں کیونکہ رمضان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ اس کی غرض یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ ۔ پس اگر ہم نے رمضان سے یہ سبق حاصل نہ کیا ۔ تقوٰی شعاری اختیار نہ کی ۔ تو گویا کچھ نہ کیا ۔ کون جانتا ہے کہ اس کو اگلے رمضان کے دیکھنے کی توفیق ملے گی ۔ اگلا رمضان تو دور کی بات ہے آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اگلا جمعہ بھی کس پر آئے گا ۔ پس چاہیئے رمضان نے جو ہمیں سبق سکھائے ہیں اور خاص کر سبق تقوٰی دیا ہے ۔ اس کو ازبر کریں ۔ اپنے ہر ایک عضو کو قابو میں لائیں ۔ ان فضلوں کو جذب کریں جن کے دروازے خدا نے ہم پر کھولے ہیں ۔ آئندہ غلطیوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کریں تا وہ تقوٰی ملے جسکا خدا وعدہ کرتا ہے ۔ پس ہمیشہ احتیاط کرو کہ کہیں کوئی فتنہ والی بات نہ منہ سے نکلے ۔ فتنوں سے بچنا بھی تقوٰی میں داخل ہے کیونکہ تقوٰی کا لفظ ایک وسیع المعنی لفظ ہے ۔ ہر ایک شرارت سے بچنے کا نام تقوٰی ہے ۔

بہت سے لوگ منہ سے تقوٰی کہتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ تقوٰی کیا چیز ہے ۔ ہر ایک نقصان رساں اور مضرت بخش چیز سے بچنے کا نام تقوٰی ہے ۔ اور رمضان اسی غرض سے آتا ہے ۔ تا وہ انسان کو بتلائے کہ جب ایک شخص ایک وقت میں جائز چیزوں کو بھی خدا کے حکم کے ماتحت ترک کر دیتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کے حکم کے خلاف ناجائز چیزوں کو استعمال میں لائے ۔

پس تم اصل تقوٰی حاصل کرو چونکہ ہر ایک انسان کے ساتھ ایک شیطان بھی لگا ہوتا ہے ۔ بہت سے انسان شیطان صفت اور بہت سی بد روحیں ہوتی ہیں ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم جس طرح تمہارے آباء کو اس نے ایک فتنہ میں ڈال دیا ۔ اور ان سے انکی امن کی زندگی ضائع کرادی ۔ اسی طرح شیطان کہیں

تم کو بھی فتنہ میں ڈال کر تمہارے امن و امان کو ضائع نہ کر دے۔

لیکن یہ مت سمجھو کہ آدم صرف آدمؑ ہی تھے۔ بلکہ ہر ایک نبی آدم ہوتا ہے۔ اور اس آدم کی جماعت اس کی اولاد ہوتی ہے۔ جیسے کہ بنی نوع انسان آدمؑ کی اولاد ہے۔ نبی بھی امت کا باپ ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ آگاہ کرتا ہے جسطرح آدمؑ اوّل کو جنت یعنی سکھ اور آرام و اطمینان کی زندگی کو چھوڑنا پڑا تھا۔ اسی طرح ہمارے نبیوں کے ذریعہ تمہیں بھی ایک سکون حاصل ہوا تھا۔ دیکھنا کہیں فتنہ میں پڑ کر اس سکون کو ضائع نہ کر لینا۔ جو شخص کسی فتنہ کا موجب ہوتا ہے اس کا وبال بھی اسی کی گردن پر ہوتا ہے۔ خدا کی قائم کی ہوئی جماعتوں میں فتنہ ڈالنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ پس ہر ایک وہ بات جس سے جماعت میں فتنہ کا اندیشہ ہو۔ اس سے محترز رہو۔

میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب رمضان جا رہا ہے۔ تقوٰی کے دروازے کھلے ہیں ان میں سے گزرو اور ایسا نہ ہو کہ یہ ایّام جو سبق دے چلے ہیں، انکو بھلا دو۔

قرآن کریم میں شیطان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ لآتینّھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم (الاعراف:۱۸) میں ضرور ضرور ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے۔ ان کے دائیں سے اور انکے بائیں سے آؤں گا۔ اور ان میں سے اکثر کو ضرور ضرور تیری راہ سے گمراہ کروں گا۔ دوسری جگہ اس کا قول درج ہے۔ الا عبادک منھم المخلصین (الحجر: ۴۱) کہ خدایا جو تیرے مخلص بندے ہیں۔ ان پر میرا کوئی زور نہیں۔ پس اپنی زندگی میں ایک تبدیلی پیدا کرو۔ انسان کو روحانی زندگی اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر لیتا ہے۔ اس کی طرف توجہ کرو۔ اور توبہ کرو۔ توبہ کرو۔ پھر اگر سمندر کی جھاگ کی طرح گناہ ہوں گے تو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ وہ سب کے سب گناہ معاف کر دیگا۔ کیونکہ جو خدا کے حضور جھکتا ہے۔ خدا اس پر بہت مہربانی فرماتا ہے۔ کیونکہ وہ ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ کسی کو چھوٹا مت سمجھو۔ کسی پر ہنسی ٹھٹھا نہ کرو۔ خدا کی نظر میں کوئی چھوٹا اور حقیر نہیں جو متقی ہے۔ اور کوئی بڑا اور معزّز نہیں جو اتّقاء سے دُور ہے۔ لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو کسی کو ذلیل کرنا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ لیکن اس سے بہت سے لوگ فتنہ میں پڑتے ہیں۔ ان کا وبال بھی انہی پر

ہوتا ہے۔ انکی تو معمولی سی بات ہوتی ہے۔ مگر اس سے خدا کی جماعتوں میں فتنے پڑ جاتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم فتنوں سے بچو۔ نہ خود پڑو نہ دوسروں کو فتنوں میں ڈالنے کا موجب بنو۔ شیطان کے حملوں سے بچو۔ کیونکہ وہ ہر نبی کے وقت میں لوگوں کو فتنہ میں ڈال دیتا ہے۔ تم خدا سے ڈرو۔ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو۔ تاکہ جب تم پر موت آئے تو تم کو مسلم پائے۔ جسکی زبان اس کے قابو میں نہیں وہ اپنی زبان کو قابو میں لائے۔ جسکی تحریر اس کے قابو سے باہر ہے۔ وہ اپنی تحریر کو قابو میں لائے۔ اپنے اخلاق اور اطوار کو درست کرے۔ خدا سے جلد صلح کرے اپنے گناہوں اور قصوروں کی اس سے معافی مانگے اور آئندہ کو اچھے افعال و اعمال و اخلاق سے گزشتہ غلطیوں کی تلافی کرے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ لوگوں کو بھی رمضان شریف کے سکھائے ہوئے سبقوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور برائیوں سے بچائے۔ پھر وہ انعامات کے دروازے جو اس نے کھولے ہیں ہمیں ان میں سے گزرنے کی توفیق بخشے۔ اور ہم ان وعدوں کے پورے کرنیوالے ہوں جو مسیح موعود سے خدا نے کئے ہیں۔ ہماری غلطیوں اور کمزوریوں سے ان میں رکاوٹ نہ آئے۔ ہم ہر وقت اس کی راہ میں قربان ہونے کو تیار ہوں۔ ہم پر کوئی گھڑی نہ آوے کہ ہم اسوقت اس پر قربان نہ ہو سکتے ہوں۔

(الفضل ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء)